## حقوق اس وقت ٹوٹتے ہیں

# جب معاشرہ تنگ نظر ہو جائے

بشکریہ "عزم" ملتان

تنظیم فکر ولی اللٰہی پاکستان جنوبی پنجاب (زون) کے زیر اہتمام ۲۴، ۲۵ اکتوبر کو جمعرات جمعۃ المبارک پورے والا میں ۲ دو روزہ تربیتی پروگرام ہوا جس کی کل ۵ پانچ نشستیں ہوئیں جب کہ سرپرستی بانی و سرپرست حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری مدظلہ حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب (دین پور بہاولنگر) حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی صاحب (مہتمم دارالعلوم پورے والا) نے کی۔

کنونشن کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو جناب عبدالنعیم صاحب نے کی۔

**خطبہ استقبالیہ:** جناب عبدالخالق آزاد صاحب نے جب کہ تنظیم کا تعارف جناب شکیل احمد ساجد صاحب نے پیش کیا۔

چنانچہ شاہد عثمان صاحب (بچہ وطنی) نے معاصر تحریکات اور ہم رویے اور روابط کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہم دنیا بھر میں شاہ ولی اللہؒ کے نظریات پر "فک کل نظام" کی بنیاد پر فاسد نظاموں کو ختم کر کے اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا نظریہ بے لچک ہے ہم اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ پر تنظیم بنا کر عدم تشدد کی بنیاد پر چل رہے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ بعض جماعتیں اسلامی نعرے لگاتی ہیں لیکن وہ صرف اس نظام میں رہ کر اصلاح کرنا چاہتیں ہیں یعنی ان کی محنت انفرادی اور جزوی ہے جب کہ اصل تو نظام خراب ہے ہمارا مقابلہ صرف اور صرف نظام ہے۔ دیگر جماعتوں میں جو لوگ شامل ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مخلص ہو کر کام کر رہے ہیں ہمیں کسی کی مخالفت نہیں کرتے ہم تو افراد کو اجتماعی تبدیلی کے لیے ایک پلیٹ فارم

پر جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

حضرت مولانا منظور احسن صاحب مدظلہ نے اپنے خطاب میں حدیث شریف ذکر کی کہ "جب تک ایک جماعت بھی حق پر قائم رہے گی قیامت نہیں آئے گی اس کے افراد کم ہوں یا زیادہ" اور کہا ہماری جماعت حسب نسب رکھتی ہے ۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہماری جماعت کا امتیازی کام یہ ہے کہ لوگوں کو اقتصادیات سمجھاؤ اور بتلاؤ کہ تمھارا حق کیا بنتا ہے اور یہ بھی بتلاؤ کہ حق کون چھین کرے جا رہا ہے ۔

جناب امجد علی صاحب (ساہیوال) نے تحریک ولی اللّٰہی کا آغاز اغراض و مقاصد کے تناظر میں بیان کیا اور کہا اسلام کی دعوت کا آغاز اس وقت ہوا جب حضورؐ نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر کہا کہ تم کلمہ پڑھ لو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے ظلم کا معاشرہ ختم کر دیا اور عدل کا نظام قائم کر دیا تو تمھیں بادشاہی دے دی جائے گی ۔ اور تمھیں جنت مل جائے ۔حضور نے سب سے پہلے ایک جماعت تیار کی اور یہ نظریہ دیا کہ جو احکامات مجھ پر نازل ہو رہے ہیں ان کو غالب کرو، آپؐ نے باشعور لوگوں کا انتخاب کیا ۔

مولانا عبدالقدیر صاحب (چشتیاں) نے "نبی اکرمؐ اور ان کی جماعت کا انقلابی کردار" پر روشنی ڈالی ، حضرت امام مالک کے حوالے سے کہا اگر امت پر زوال آ جائے تو اس کی اصلاح کا بھی وہی طریقہ ہے جو اس کی ابتداء میں طریقہ کا تھا ۔

آج زوال کی تین صورتیں ہیں : معاشی ، سیاسی اور فکری ۔

بعثت نبویؐ کے وقت قیصر و کسریٰ کی حکومتیں قائم تھیں انھوں نے دوسری قوموں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا ۔ محنت کرنے والا اکثر طبقہ بیلوں کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا ، عربوں میں افلاس کی وجہ سے اولاد کو قتل کر دیا جاتا تھا ۔ عربوں میں افراتفری اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر سالوں تک لڑائیاں ہوا کرتی تھیں یہی حالات آج بھی پائے جاتے ہیں ۔

آپ ان حالات کو دیکھ کر بڑے پریشان رہتے تھے اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو سرگرداں پا کر راہ دکھلائی ۔

حضورؐ نے نبوت سے پہلے کوششیں شروع کر دی تھیں تاکہ بہتری ہو سکے ، ایک معاہدہ کیا حلف الفضول ، آپ پر قرآن مجید کے ذریعے بین الاقوامی قانون نازل کیا گیا جس میں سب کی بھلائی تھی آپؐ نے پہلے جماعت کی اور انقلاب برپا کیا پہلے اپنی قوم میں اپنے ملک میں اور پھر پوری دنیا میں ۔

محمد ارشد شیخو صاحب (چشتیاں) نے برعظیم پاک و ہند میں سامراج کا کردار کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہ آج سے چار سو سال قبل جب جاگیردارانہ نظام ٹوٹ رہا تھا تو اس وقت سرمایہ داروں نے دو چیزوں کو لیا ،

۱۔ خام مال (اپنی فیکٹریوں کے لیے)

۲۔ منڈیاں (اپنی چیزوں کو بیچنے کے لیے)

ان پر انھوں نے عمل درآمد شروع کیا اس کے لیے انھیں حکومت کی ضرورت تھی لہٰذا انھوں نے اپنے ملکوں میں نظام تبدیل کیا ۔ پھر انھوں نے کمپنیاں قائم کیں جو دوسرے ملکوں میں ان کا کام کریں ۔

اسی طرح ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں آئی یہاں پر انھوں نے سیاسی طور پر مسلمانوں اور ہندوؤں کو آپس میں لڑوانا شروع کر دیا ۔

مسلمانوں کو آپس میں لڑوا کر فرقوں میں بانٹ دیا ، تجارت کو فیل کیا فکری حملہ کیا اپنے سکول قائم کیے اور لوگوں کو بے شعور رکھا سیاسی اور معاشی وحدت کو پارہ پارہ کیا ۔

اختلافِ عقائد اور حقوقِ انسانی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب نے کہا اختلافِ عقائد کا مطلب حقوقِ انسانی کا انکار نہیں، حقوق اس وقت ٹوٹتے ہیں جب انسان تنگ نظر ہو جائے ہر مذہب اپنی اصلی حالت میں عدل کا درس دیتا ہے عدل کا نہ ہونا مذہب کی سب سے بڑی ناکامی ہے ۔ انسانیت کے حقوق کے لیے جو مذہب کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا ، جو مذہب محدود دائرے میں یعنی رنگ نسل وطن مسلک کی بنیاد پر قائم ہوگا وہ دنیا کی قیادت نہیں کر سکتا اسلام انسانیت کے حقوق کے حوالے سے کام کرتا ہے قرآن بین الاقوامی قوانین پیش کرتا ہے ۔

صحیح جماعت انسانیت کی ہمدردی کے حوالے سے کام کر کے دنیا کی قیادت کرے گی ۔ یورپ کی ناکامی کی وجہ صحیح مذہب سے دوری ہے ان کے اخلاق اچھے نہیں رہے کل آج کا فرسودہ مذہب اہم کو غیر اہم اور غیر اہم کو اہم بنا کر فرقہ واریت پیدا کر رہا ہے اور ایسا مذہب بین الاقوامی قیادت نہیں کر سکتا نماز انسان کے اندر اخلاق پیدا کرتی ہے لیکن آج عقائد کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کیا جا رہا ہے ہم فرسودہ مذہب کا انکار کرتے ہوئے اس مذہب کا تصور پیش کرنا چاہتے ہیں جو دنیا کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیتا آیا ہے ۔

سرمایہ داری نے معاشی بدحالی پیدا کر کے انسانیت کو ظلم کی چکی میں پیس کر رکھ دیا۔ اس کے مقابلے میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ نے جدید اصول پیش کیے ہیں جو اس کو ظلم سے نکالتے ہیں۔

جناب نفیس العزیز صاحب نے برصغیر میں انسانی حقوق کی جدوجہد پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اٹھارہویں صدی کی تیسری دہائی تھی جب برصغیر پاک وہند میں پہلی مرتبہ انسانی حقوق کی بات کی گئی اس سے بہت پہلے طویل عرصے سے انسانی کی پیدائش کے ساتھ ہی انسان کی رہنمائی اور حقوق کی جدوجہد کا ایک سلسلہ جاری رہا انسان کو اس کے حقوق اور جدوجہد سے آشنا کرنے کے لیے حضورؐ نے جو منشور اور دستور اپنی چالیس سالہ عمر میں جو پیش کیا تھا اس کا خلاصہ آخری حج حجۃ الوداع میں موجود ہے جب تک مسلمانوں نے اس پر عمل کیا سربلند رہے۔ مظلوموں سے ظلم ہٹایا مسلمانوں کا دور انسانی حقوق کی بہتر ادائگی کی صورت میں تھا۔ جب انسانی حقوق پامال ہونے لگے سلطنت مغلیہ اس فرض سے غافل ہوگئی امرا علمائے وقت بادشاہ اپنے فرائض ادا نہیں کیے تو وہ ہندوستان جو کسی وقت سونے کی چڑیا کہلاتا تھا ذلت کے راستے پر چل نکلا، ایسے وقت میں یعنی ذلت سے بچانے کے لیے شاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ نے جھنجوڑا ہے آپ نے محسوس کر لیا تھا کہ اس نظام بادشاہت نے ایک وقت میں تو لوگوں کے حقوق ادا کیے لیکن اب یہ کھوکھلا ہو چکا ہے تو اس وقت شاہ ولی اللہ رحؒ نے آخری بار حکمرانوں سے خطاب فرمایا ان سے کہا کہ قوم نے تمہارے ذمہ جو فرائض لگائے تھے وہ کیوں بھلا دیئے لوگوں کے حقوق ادا کرو، ان کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ اور اپنے نظام کو ٹھیک کرو۔ اسی طرح آپ نے فوجی جوانوں، علماء اور صوفیاء سے خطاب کیا اور ان کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ اس وقت حقوق کا کسی کو علم نہ تھا کہ کون سے ہیں اس وقت نہ تو رُوسو پیدا ہوا تھا اور نہ ہی کوئی اور ایسے وقت میں شاہ صاحب نے اپنا فرض ادا کیا۔

جب آپ نے اپنی تمام تر کوششوں کے بعد یہ محسوس کر لیا کہ یہ سب حکمران اس سے پہلے انسانی حقوق کے لیے جدوجہد کی۔

حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

صحابہؓ سے کر اب تک جو معاشی نظام چلتا رہا ہے اس میں کوئی خلا نہیں آیا یہ سلسلہ مغلوں کے آخری دور تک چلتا رہا ہے یہ ضرور ہوا ہے کہ جو معیار صحابہؓ کے دور میں تھا وہ نہیں رہا، کیونکہ ان کی تربیت حضورؐ نے

فرمائی تھی۔ آپ نے ان تمام کوتاہیوں کو نکال دیا تھا جو اقتدار کے بعد آجاتی ہیں ان کے بعد کچھ خامیاں آگئی تھیں۔ جن لوگوں کی نظریں قرآن وحدیث پر نہیں تھیں وہ کہنا اٹھے کہ اسلام کا نظام ختم ہو گیا ہے یہ غلط ہے بعد کے دور میں بھی اسلام رہا ہے کہیں ساٹھ فیصد اور کہیں چالیس فیصد تمام حکومتوں کا قانون اسلامی رہا ہے انصاف بھی ملتا رہا ہے انصاف کرنیوالوں میں کچھ خامیاں ضرور تھیں لیکن وہ اسلامی قانون کے مطابق ہی نظام چلاتے رہے ہیں یہ غلط ہے کہ اسلامی نظام صرف اسی دور کے لیے تھا اب کے لیے نہیں ہے۔ ترقی انسانیت کو فروغ دینے کے لیے ہے آج کے دور میں ترقی اسلحہ کی بلڈنگوں کی اور دوسری چیزوں کی تو ہوئی ہے لیکن انسان کی ترقی نہیں ہوئی۔ آج بھی انسان بددیانہ زندگی گزار رہا ہے برائیاں پہلے سے بھی خطرناک ہیں۔

آج بھی اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح حضورؐ کے طریقہ میں ہے جو لوگ شعور رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اب معاشرہ کیسے ٹھیک ہوگا اور جن کا شعور ختم کردیا گیا ہے وہ نہیں سمجھ سکیں گے ایسے لوگ توصرف اسلام کے نام کو دنیا کے لیے استعمال کریں گے۔ آج ۴۵ سال کے بعد بھی ہم کامیاب نہیں ہوسکے کہ صحابہؓ والا نظام لاسکیں آج جو شعور رکھتے ہیں ان کو چاہیئے کہ جو مرض ہم میں آگیا ہے وہ اس پر محنت کریں اور اس مرض کو ختم کریں۔

صدر جنوبی پنجاب زون مولانا عبدالخالق آزاد نے اختتامی خطاب میں کہا:

آج کے نوجوانوں میں استعداد اور صلاحیت ہے اور وہ شعور بھی رکھتا ہے لیکن اس سلسلہ میں احساس نہیں پایا جاتا ہمیں اس احساس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے جب یہ جذبہ اجاگر ہوجائے تو حل کے لیے نظام فکر کی ضرورت ہے تاکہ عادلانہ نظام قائم کیا جائے اس کی تشریح شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے ملتی ہے ہمیں اس پر پورا یقین ہونا چاہیئے۔

بشکریہ "عزم" ملتان